# تذکرہ مجدد الشریعۃ حضرت غفران مآبؒ از ''تذکرہ علماء'' (۱۲۸۵ ہجری)

تالیف مولانا سید مہدی بن نجف علی الحسینی الرضوی العظیم آبادی

قسط-۴

مترجم: جناب محمد صادق خانصاحب جونپوری

بالجمله شمه ای از قدر و منزلت آنجناب غفران مآب که جناب شهادت مآب را در نظر بود از آنچه بتقریب القاب و اوصاف آنجناب در اجازه خود که بر وقت ترخص بانجناب نوشته داده اندظاهر و باهر است و چنانچه که ترجمه اش مذکور خواهد شد ـو همچنین جناب مستطاب عالیحضرت آقا سید مهدی طباطبائی نجفی بحر العلوم قدس سره را نهایت شفقت و رافت و محبت نسبت بحال آنجناب طاب ثراه حاصل بود چون آنجناب چند روز در حالت سفر کاظمین و سر من رای و چند مدت در حالت حضر در نجف اشرف بصحبت آن عالیحضرت فیض مآب بود ـدر اجازه مفصله که بعداز مفارقت مدیده با وجود مسافت بعیده برای آنجناب قلمی فرموده اند اشاره باین معنی نموده اند و بانواع مدایح و محامد فضایل وقابلیت اجتهاد آنجناب را ستوده اند چنانچه خلاصه اش می آید وآنجناب غفران مآب در اجازه خود که بعضی مضامین

جناب غفران مآبؒ کی قدر و منزلت کی ہلکی سی جھلک جو جناب شہادت مآبؒ کی نظر میں تھی، اس القاب و آداب سے ظاہر ہوتی ہے جن کو موصوف نے غفران مآبؒ کی واپسی کے وقت اپنے اجازہ میں تحریر فرمایا ہے، جیسا کہ اس کا ترجمہ آگے آئیگا۔

جب جناب غفران مآبؒ چند روز کاظمین وسامرا کے سفر میں اور کچھ مدت نجف میں جناب سید مہدی طباطبائی نجفی بحر العلوم قدس سرہ کی صحبت میں تھے تو جنابؒ کو عالی حضرت فیض مآبؒ کی بھی نہایت شفقت ورافت ومحبت حاصل تھی۔ جناب مہدی طباطبائیؒ نے لمبی جدائی اور مسافت کی دوری کے باوجود اپنے اس مفصل اجازے میں جو جناب کے لئے تحریر فرمایا ہے، اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے او رمختلف محامد و مدائح کے ذریعے، جناب کے فضائل اور قابلیت اجتہاد کو سراہا ہے، جس کا خلاصہ آگے آئیگا۔

جناب غفران مآبؒ اپنے اجازے میں جس کے بعض مضامین گزر چکے ہیں، فرماتے ہیں :

آن گذشت میفرمایند که وقتیکه حسن استحکام و وثوق نظام این بنارا دیدم یعنی بنای جمعه و جماعت را که در بلده لکهنو بذات من قرارادادند و تدریج رواج طریقه حقه درین دیار بظهور رسید و کمال طراوت و سیرابی در باغ دین مشاهده کردم درخاطر من گذشت و خوب گذشت که من باوجود بعد مسافت و تمادی مفارقت از خدمت آن علمای کبار و فقهای ابرار یعنی مجاورین کربلای معلی و نجف اشرف که اساتذه من بوده اند طلب اجازه نمایم زیرا که معمول علمای اخیار از سلف چنین بوده است که از اساتذه خود اجازه روایت میگرفته اند ۔پس باستدعای اجازه بخدمت ایشان کتاب مواعظ حسینیه و کتاب اساس الاصول را از مصنفات خود فرستادم تا در آن هر دو کتاب بنظر الطاف و عین قبول ملاحظه فرمایند ۔پس ایشان سوال مرا قبول نمودند و مطلب مرا روا فرمود حق تعالی درجات ایشان را رفیع گرداند هر یکی از ایشان اجازه بدست مبارک خود ها بر پشت هر دو کتاب نوشتند مگر جناب علامه استاد من آقا محمد باقر بهبهانی علیه الرحمه در زمانیکه هر دو کتاب مذکور بمشاهد مشرفه رسید بسبب کبر سن و ضعف پیری مختل الحواس بود ،از این سبب اتفاق نیفتاد که آنجناب در چنین حال اجازه بنویسند انتهی۔

ہیں: ''جب میں نے اس عمارت کے حسن استحکام اور وثوق نظام کو مشاہدہ کیا یعنی جمعہ و جماعت جو میری ذات سے لکھنؤ میں قائم ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ طریقہ حقہ اس ملک میں رائج ہونے لگا اور باغ دین میں نہایت طراوت و شادابی کو مشاہدہ کیا، تو میرے ذہن میں یہ بات آئی اور خوب آئی کہ بُعد مسافت اور لمبی جدائی کے باوجود ان علمائے کرام اور فقہائے ابرار یعنی کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کے مجاورین سے جو میرے اساتذہ تھے، اجازہ طلب کروں، چونکہ سابق علمائے اخیار کا یہ شیوہ رہا ہے کہ اپنے اساتذہ سے طلب اجازہ کرتے تھے۔

اپنی تصنیفات میں سے کتاب ''مواعظ حسینیہ'' اور ''اساس الاصول'' کو طلب اجازہ کی غرض سے ان کی خدمت میں بھیجا تا کہ دونوں کتابیں از راہ لطف و کرم ملاحظہ فرمائیں۔ انھوں نے میری استدعا کو قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

ہر ایک نے اپنے دست مبارک سے دونوں کتابوں کی جلد پر اجازہ تحریر فرمایا۔ مگر میرے استاد جناب علامہ آقا محمد باقر بہبہانی علیہ الرحمۃ، اس وقت جب یہ دونوں کتابیں مشاہد مشرفہ پہونچیں تو عمر کی زیادتی اور ضعف و پیری کی وجہ سے مختل الحواس تھے۔ اس وجہ سے اس حالت میں اجازہ تحریر فرمانا ممکن نہ ہوا۔ انتہیٰ

و ایضاً جناب غفران مآب مولانا طاب ثراه در بعض مرسلات خود که در جواب مراسله آقابزرگ خلف جناب مستطاب مرزا مهدی شهرستانی مرحوم قلمی فرموده بودند ذکر نموده انداز بعضی معتمدین بمن رسیده و هم از بعضی قرائن ظاهر شده که از طرف جناب قبله المجتهدین استادنا المکرم و شیخنا المعظم آقا محمد باقر رفع الله درجة فی اعلیٰ علیین که بسبب کبر سن و ضعف قویٰ اکثر امور را بفرزند خود و فضایل مآب آقا عبد الحسین مفوض نموده بود ـ فضائل مآب مزبور در باب نوشتن اجازه مامور شده بود چون در نوشتن آن تعلل وبعضی از معاذیر فرمود بعد از اصرار جناب تقدس مآب خلد آشیان علیین مکان یعنی جناب مرزا مهدی شهرستانی رفع الله درجته اجازه بر پشت ورق دیباچه کتاب اساس الاصول قلمی نمودند و از جهت قصور الفاظ و معانی آن پسند خاطر عاطر جناب علیین مکان یعنی مرزا ممدوح علیه الرحمه نیفتاد ـ آنرا بالکل از صفحه برداشتند وچون در ضمن آن عبارت دیباچه کتاب هم از صفحه آن ورق برداشته شد از سر نو آن صفحه را قلمی فرموده مرسل فرموده اند ـ مولف گوید که آن نسخه اساس الاصول که در آخر آن اجازه مفصله مشتمل بر فضایل آنجناب بخط مبارک و مهر اقدس جناب بحر العلوم سید مهدی

نیز جناب غفران مآبؒ نے اپنے بعض مراسلات میں جو آقا بزرگ فرزند جناب مستطاب میرزا مہدی شہرستانی کے خطوط کے جواب میں تحریر کیا ہے، ذکر کرتے ہیں کہ بعض معتمدین سے مجھے اطلاع ملی ہے اور بعض قرائن سے ظاہر بھی ہوا ہے کہ جناب قبلۂ مجتہدین، استاذ نا المکرم وشیخنا المعظم آقا محمد باقر رفع اللہ درجتہ فی اعلیٰ علیین نے کبر سنی اور ضعف قویٰ کے باعث اکثر امور کو اپنے فرزند فضائل مآب آقا عبدالحسین کے حوالے کر دیا تھا۔

فضائل مآب موصوف اجازہ لکھنے کے لئے مامور تھے، لیکن اس کے لکھنے میں تعلل کیا اور کچھ بہانے پیش کئے۔ جناب تقدس مآب، خلد آشیان، علیین مکان یعنی جناب مرزا مہدی شہرستانی رفع اللہ درجتہ کے اصرار کے بعد ''اساس الاصول'' کے دیباچے کے صفحے کے پیچھے اجازہ تحریر کیا۔ لیکن الفاظ ومعانی میں کمی ہونے کے باعث یہ اجازہ علیین مکان کو پسند نہیں آیا اور اس کو صفحہ سے ہٹا دیا اور چونکہ اس ضمن میں دیباچے کی عبارت بھی ختم ہوگئی تھی اس لئے اس صفحے کو از سر نو تحریر کر کے بھیجا۔

مولف فرماتے ہیں کہ ''اساس الاصول'' کا وہ نسخہ جس کے آخر میں جناب غفران مآبؒ کے فضائل پر مشتمل مفصل اجازہ اپنے دست مبارک اور مہر اقدس سے جناب بحر العلوم سید مہدی طباطبائی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے، جناب

طباطبائی قدس سره موجود است در کتب خانه آنجناب علیہ الرحمۃ بنظر قاصر رسید و صفحه دیباچه آن کتاب که بخط جناب سید شهرستانی علیه الرحمه باشد متمیز از خط باقی صفحات و همچنین آن ورق که وصل یافته در آنست قرینه جلیه بر وقوع قصه مزبوره است و چون آنجناب غفران مآب در اجازه خود بتقریب ذکر روایت از اساتذه عظام فرموده است که من از جناب آقا باقر بهبهانی علیه الرحمه بلا واسطه هم روایت میکنم هر چیزی را که بخدمت آنجناب قرائت نمودم۔ جناب مولانا و مقتدانا سید العلماء الابرار سند الفقهاء الاخبار جناب السید حسین دامت برکاته در اجازه خود که برای خلف ارشد خود جناب تقدس و کمالات مآب ممتاز العلماء مولانا سید محمد تقی صاحب دام ظله العالی نوشته اند میفرمایند که در این کلام تخصیص فرمودن آنجناب بچیزی که بخدمت جناب آقا علیه الرحمه قرائت نموده بود از راه احتیاط است زیرا که آن عالم جلیل را اتفاق نوشتن اجازه برای آنجناب نیفتاده بود و بعد از آن قصه مامور شدن آقا عبد الحسین بنوشتن اجازه و پسند نکردن جناب شهرستانی عبارت ایشانرا و پاره کردن آن ورق را از دیباچه کتاب مزبور از زبان آنجناب نقل نموده میفرمایند که بنابر این ظاهر آنست که اجازه جناب آقا باقر علیه الرحمه نیز به بیان لفظی برای آنجناب حاصل بود اگرچه اتفاق کتابت اجازه نشد۔

کے کتبخانہ میں حقیر کی نظر قاصر سے گزرا۔ اس کتاب کے دیباچے کا وہ صفحہ جو سید شہرستانی علیہ الرحمۃ کی تحریر ہے، باقی صفحوں کے خط سے الگ ہے نیز وہ ورق جو جوڑا گیا ہے اس میں موجود ہے اور مذکورہ واقعہ کے رونما ہونے پر گواہ ہے۔

جناب غفران مآبؒ اپنے اجازے میں اساتذہ کرام سے ذکر روایت کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ میں جناب آقا باقر بہبہانی علیہ الرحمۃ سے بلا واسطہ بھی روایت کرتا ہوں ہر اس چیز کو جو جناب کی خدمت میں قرأت کی ہے۔

جناب مولانا و مقتدانا سید العلماء الابرار، سند الفقہاء الاخیار سید حسین دامت برکاتہ اپنے اس اجازے میں جو اپنے خلف اکبر جناب تقدس اور کمالات مآب، ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب دام ظلہ العالی کے لئے تحریر کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس عبارت میں ان چیزوں کی تخصیص جو جناب آقا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پڑھی تھی، احتیاط کی وجہ سے ہے کیونکہ اس عالم جلیل کو جنابؒ کے لئے اجازہ تحریر کرنے کا موقع نہیں ملا۔

اس کے بعد آقا عبد الحسین کا اجازہ لکھنے کے لئے مامور ہونا، جناب شہرستانی کا ان کی عبارت کو پسند نہ فرمانا اور دیباچہ کتاب سے اس صفحے کو پھاڑنے کے واقعات کو جنابؒ کی زبانی نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ پس ظاہر ہے کہ جناب آقا باقر علیہ الرحمۃ کا اجازہ بھی لفظی طور پر جنابؒ کو حاصل تھا اگر چہ اجازہ تحریر کرنے کا موقع نہیں ملا۔

و در کتاب آیینه حق نما از زبان ثقات منقول است که آن هر دو کتاب یعنی اساس الاصول و مواعظ حسینیه را قدوة الحجاج و المعتمرین زین الصالحین و المتقین سعید ازلی حاجی محمد علی نامی اول در نجف اشرف از نظر زبدة العلماء، عمدة الفقها، مولانا جناب آقا سید مهدی طباطبائی رحمة الله علیه گزرانید میگفت که آن سید عالیشان رفیع المکان طاب ثراه از مطالعه این هر دو کتاب محظوظ و مسرور شد و بجناب فضیلت ماب تقدس انتساب شیخ جعفر نجفی رحمه الله و دیگر اشخاص در مجلس خود بزبان دربیان فرمود این کتاب اساس الاصول قابل درس و تدریس است و خاتمه کتاب مذکور را بتحریر اجازه مفصله بدست خط خاص خود مزین و بمهر خود مختوم ساخت۔ و نیز عالم محقق و فقیه مدقق معین علوم شرع مبین، زبده خاندان مجتهدین جناب سید علی طباطبائی عطر الله مرقده بعد ملاحظه هر دو کتاب در اول کتاب مواعظ حسینیه اجازه مزید بدست خط خاص نوشته بمهر خود مختوم فرموده خطی نیز مشتمل بر خوبی این کتابها و بعضی صفات جناب مجمع حسنات مولانا و مقتدانا ارسال فرمود و نیز جناب مجمع سیادت و فضایل، عالم کامل، مصدر حسنات و معدن برکات، مرجع مومنین و سادات مورد رحمت

کتاب ''آئینہ حق نما'' میں معتبر حضرات کی زبانی نقل ہوا ہے کہ قدوۃ الحجاج و المعتمرین، زین الصالحین و المتقین، سعید ازلی، حاجی محمد علی نام کے ایک شخص جنھوں نے کتاب ''اساس الاصول'' اور ''مواعظ حسینیہ'' کو نجف میں زبدۃ العلماء، عمدۃ الفقہاء مولانا جناب آقا سید مہدی طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا تھا کہتے ہیں کہ سید عالیشان، رفیع المکان طاب ثراہ دونوں کتابوں کے مطالعے سے محظوظ و مسرور ہوئے اور جناب فضیلت مآب، تقدس انتساب شیخ جعفر نجفی رحمۃ اللہ علیہ اور مجلس میں موجود دیگر لوگوں سے فرمایا کہ کتاب ''اساس الاصول'' قابل درس و تدریس ہے اور کتاب کے اختتام کو اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی مفصل اجازہ سے مزین اور اپنے مہر سے مختوم فرمایا۔

نیز عالم محقق، فقیہ مدقق، معین علوم شرع مبین، برگزیدۂ خاندان مجتہدین، جناب سید علی طباطبائی عطر اللہ مرقدہ دونوں کتابوں کے مشاہدے کے بعد کتاب ''مواعظ حسینیہ'' کے ابتدا میں بہ قلم خود مزید اجازہ تحریر فرما کر اپنی مہر سے مختوم کیا اور اس کتاب کی خوبی اور جناب مجمع حسنات مولانا و مقتدانا کے بعض خصوصیات پر مشتمل ایک خط بھی ارسال فرمایا۔

نیز جناب مجمع سیادت و فضائل، عالم کامل، مصدر حسنات و معدن برکات، مرجع مومنین و سادات مورد رحمت

جاودانی مرزا محمد مهدی شهرستانی آخر آن کتاب را باجازه و مهر خود مزین ساخت۔ انتهی

الحاصل جمیع آن اجازات که بخط اقدس از علمای کرام و فقهای عظام مختوم بمهر ایشان برای جناب مولانا العلام حاصل شده موجود است۔ از آنجمله اجازه جناب مستطاب علامه المعی فقیه لوذِعی مرزا محمد مهدی شهید مشهدی که اولین اجازات است و در وقت روانه شدن جناب مولانا غفران مآب طاب ثراه از مشهد مقدس رضویه آن فقیه ربانی بر پشت کتاب رجال ،بعبارت مختصره نوشته بانجناب عطا فرموده بود ترجمه اش بعد از حمد و نعت اینست:

اما بعد بدرستیکه طلب اجازه نمود از من سید سند ماجد امجد عالم عامل و فاضل کامل صاحب الفطنة الوقادة و القریحة النقادة منبع فضل و افادت داخل شونده بسوی کعبه علم ارباب الزیادت صاحب النسب العلی سیدنا و مولانا السید علی الهندی مشهور بدلدار علی پس اجازه دادم او را که روایت کند از من تمام آنچه تصنیف شده است در اسلام از خاص و عام بحق اجازه

جاوداں مرزا محمد مہدی شہرستانی نے اس کتاب کے اختتامیہ کو اپنے اجازے اور مہر سے مزین فرمایا۔ انتہیٰ۔

خلاصہ یہ کہ فقہائے عظام اور علمائے کرام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اور ان کے مہر سے مختوم تمام وہ اجازات جو جناب غفران مآبؒ کو حاصل ہوئے ،موجود ہیں۔ ان میں سے جناب مستطاب علامہ المعی ،فقیہ لوذعی مرزا محمد مہدی شہید مشہدی کا اجازہ ہے جو اولین اجازوں میں ہے اور جناب غفران مآبؒ کے مشہد مقدس رضویہ سے روانگی کے وقت، اس عالم ربانی نے کتاب رجال کی پشت پر مختصر عبارت میں تحریر کر کے جناب کو عطا فرمایا تھا۔ اس کا ترجمہ حمد و نعت الٰہی کے بعد یوں ہے:

امابعد، بے شک سید سند، ماجد امجد، عالم عامل، فاضل کامل، صاحب الفطنۃ الوقادۃ و القریحۃ النقادہ، منبع فضل و افادات، ارباب زیادت کے کعبہ علم میں داخل ہونے والے، صاحب نسب عالی، سیدنا و مولانا سید علی الہندی مشہور بہ دلدار علی نے مجھ سے طلب اجازہ کیا ہے۔ پس میں نے ان کو اجازت دی کہ مجھ سے تمام عام و خاص کتابوں کو جو اسلام میں تصنیف ہوئیں ہیں روایت کریں، اس اجازے کے ذریعے جو مجھے اپنے استاد محدث، فقیہ دانا شیخ محمد قنوبیؒ سے اور ان کو دو معتبر عالم کے ذریعے علامہ مجلسیؒ سے حاصل تھی، نیز اس اجازے کے ذریعے جو مجھے

**من از استاد من که محدث فقیه و داناشیخ محمد مهدی قنوبی بود بحق اجازه او از علامه مجلسی بوساطت دو عالم که هر دو ثقه بودندوبحق اجازه من ازعالم افضل اکمل مولانا محمدباقر بن محمد اکمل و بحق اجازه من از سبط علامه مجلسی که بواسطه پدرخودازجدخودمجلسی روایت داشت ووصیت میکنم سید ممدوح راکه بملازمت تقوی و ایمان مداومت کند در پنهان و آشکارا حق تعالیٰ حاضر و ناظر داند و بقیه عمر خود را در ترویج احادیث حضرت ائمه معصومین صلوات الله علیهم اجمعین صرف نماید و من امید از او دارم که در اوقات تنهائی و عقب نماز های خود و در ساعات اجابت دعاها مرا و اساتذه مرا از دعا فراموش نکند نوشته است این کلمات را بدست خود محمد مهدی بن هدایت الله حسینی موسوی که مولدش اصفهان و مسکن او مشهد مقدس رضویه است ۔تمام شد کلام جناب شهادت مآب علیه الرحمة و الرضوان۔**

**و اما باقی اجازات که بعد از فرستادن هر دو کتاب مذکور از این دیار بسوی کربلای معلی و نجف اشرف بخط علمای عظام آنجا وارد شده بنهجیکه اشاره بورودش گزشت ۔پس از آنجمله محصل اجازه جناب مقدس القاب بحر العلوم آقا سید مهدی طباطبائی نجفی نور الله مرقده بعد از خطبه چنین است :**

عالم افضل واکمل مولانا محمد باقر بن محمد اکمل سے اور علامہ مجلسیؒ کے فرزند سے جن کو اپنے والد کے واسطے اپنے جد سے اجازت حاصل تھی، حاصل ہوئی۔

اور سید ممدوح کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اور ایمانداری اختیار کریں۔خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانیں اور اپنی باقی ماندہ عمر کو ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حدیثوں کی نشر و اشاعت میں صرف کردیں اور میں ان سے امید رکھتا ہوں کہ تنہائی میں اور اپنی نمازوں کے بعد اور اجابت دعا کے اوقات میں مجھ کو اور میرے اساتذہ کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں گے۔ان الفاظ کو اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا ہے محمد مہدی بن ہدایت اللہ حسینی موسوی جن کی محل پیدایش اصفہان اور مسکن مشہد مقدس رضویہ ہے۔ختم ہوا جناب شہادت مآب علیہ الرحمۃ والرضوان کا کلام۔

اور لیکن علمائے عظام کے ہاتھ کے تحریر کردہ بقیہ اجازات، جو دونوں کتابوں کو یہاں سے نجف اشرف اور کربلائے معلی بھیجنے کے بعد آئے ہیں اور جن کے آنے کا ذکر کیا جاچکا ہے۔منجملہ جناب مقدس القاب، بحر العلوم آقا سید مہدی طباطبائی نجفی نورہ اللہ مرقدہ کا اجازہ جس کی عبارت خطبے کے بعد یوں ہے:

که اما بعد چون از جمله احسان الٰهی بر بندگان اینست که برای آنها طریق رشاد و سبیل سداد ظاهر و سهل فرمود پس برای محافظت دین و احکام خود علما را پیدا کرد که حافظ شرایع و احکام او میباشند و متاخر از متقدم تحصیل میکند علمی راکه از علوم اهل بیت عصمت و شرف علیهم السلام باو رسیده است تا دین الٰهی و احکام شریعت پناهی از تحریف منافقان و تلف و ضایع شدن مصون باشد۔ پس چه بسیار کسانند که برای طلب بلندی مرتبه دینی اختیار غربت و مسافرت از وطن نموده اند و برای رسیدن به مطلبهای بزرگ مهاجرت از دیار و مسکن خود کرده اند و قطع بلاد نموده از زبان علمای کرام و اساتذه عظام اخذ علومی نموده اند که ذخیره روز قیامت باشد پس اجر حسنات ایشان بر خداست زیرا که قدر علم را چنانکه میباشد شناخته اند و همتهای خود را در تحصیل علم چندانکه میشاید صرف نموده اند و از جمله علمای که کوشش بلیغ در تحصیل این مطلب نموده اند و سعادت علم و عمل فایز گردیده اند و از علم و عمل بهره کامل برداشتهاند سید حسیب و نسیب و عالم خبیر و ادیب صاحب فطنت و قاده و قریحه نقاده فخر علما و سادات سید دلدار علی بن سید محمد معین هندی نصیر آبادی است که همواره موافق بتوفیق خدا و ملحوظ بعین عنایت حق تعالی باد۔

اما بعد، چونکہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے ان کے لئے ہدایت کا راستہ اور سبیل سداد کو ظاہر و آسان فرمایا ہے اور اپنے دین و احکام کی حفاظت کے لئے علماء کو خلق کیا جو کہ اس کی شریعت اور احکام کے محافظ ہیں اور متاخر، متقدم سے ان علوم کو حاصل کرتا ہے جو علوم اہلبیتؑ سے ان تک پہنچے ہیں، تا کہ دین الٰہی اور احکام شریعت، منافقوں کے تحریف اور ضایع و برباد کرنے سے محفوظ رہے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو دینی علوم میں بلند مقام کے حصول کی خاطر، غربت اختیار کرتے ہیں، اپنے وطن سے سفر کرتے ہیں اور بڑے مقاصد کے حصول کے لئے اپنے شہر و گھر بار سے ہجرت کرتے ہیں، راستوں کو طے کرتے ہوئے، علمائے کرام اور اساتذہ عظام کی زبان سے ایسے علوم کو حاصل کرتے ہیں جو قیامت کے لئے ذخیرہ ہو۔ ان کی نیکیوں کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، چونکہ علم کے مرتبے کو جیسا کہ ہے جانتے ہیں اور اپنی ہمت کو جتنا کہ ہوسکتا ہے تحصیل علم میں صرف کیا ہے۔ منجملہ ان علماء کے جنھوں نے اس مقصد کے حصول میں کوشش بلیغ فرمائی ہے اور علم و عمل کی سعادت سے سرفراز ہیں اور علم و عمل کا کافی ذخیرہ حاصل کیا ہے، سید حسیب ونسیب، عالم خبیر و ادیب، صاحب فطنت وقادہ و قریحہ نقادہ، فخر علماء و سادات سید دلدار علی بن سید محمد معین ہندی نصیر آبادی ہیں۔ اللہ کی توفیقات اور عنایات ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں۔

پس بدرستیکه سید مذکور از جمله کسانی است که برای تحصیل علم و کمال اختیار غربت و مسافرت کرده و بر پشتهای مراکب کجاوه های سفر بسته تعبها و مشقتهای سفر کشیده در شرق و غرب جهان گردیده است ومدتی در بلاد عراق نزد من اقامت کرد و پاره از کتاب وافی رابانهایت تحقیق وتدقیق وتدبر وتعمق و دقت نظر در اسرار مضامین آن پیش من قرائت نمود و در حضر و سفر مصاحب من بوده است و مرتبه ورع و تقوی و حسن نظر او بر من ظاهر شد پس هر گاه که او بقدر حاجت تحصیل علم دینیه کرد مراجعت بسوی وطن مالوف و دیار معروف خودنمود ومصروف درتالیف وتصنیف کتب دینیه شد و قیام بوظائف دینیه و شعار شریعت نبویه و ترویج طریقه حقه اثناعشریه دربلادهندوستان کرد و عمل بر قول حق تعالی نمود که در کتاب مجید خود می فرماید (فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُم يَحْذَرُوْنَ ) یعنی چرا نمیروند و سفر نمیکنند از هر فرقه ایشان طائفه و گروهی برای آنکه تحصیل علم دین نمایند و تا آنکه بترسانند قوم خود را وقتیکه مراجعت بسوی ایشان کنند شاید که ایشان از معاصی الٰهی حذر نمایند۔

بے شک سید موصوف ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حصول علم وکمال کے لئے غربت وسفر کو اختیار کیا، سواریوں کی پشت پر سفر کا کجاوہ باندھا، سفر کے تعب ومشقت کو برداشت کیا، شرق وغرب عالم کا سفر کیا اور چند مدت عراق میں میرے ساتھ مقیم رہے ہیں۔

کتاب ''وافی'' کا کچھ حصہ نہایت تحقیق و تدقیق وتدبر وتعمق اور اسرار مضامین میں دقت نظر کے ساتھ میرے سامنے قرائت کی ہے اور حضر وسفر میں میرے مصاحب اور ہمنشین تھے اور ان کا ورع وتقویٰ اور حسن نظر مجھ پر ظاہر ہوگیا ہے۔ وہ بہ قدر ضرورت علوم دینیہ کے حصول کے بعد اپنے وطن مالوف اور دیار معروف کی طرف پلٹے اور تالیف وتصنیف کتب دینیہ اور ہندوستان میں دینی ذمہ داریاں، شریعت نبویہ کے احکام کے پھیلانے اور طریقہ حقہ اثنا عشریہ کی ترویج میں مشغول ہوئے۔

اور اللہ تعالیٰ کے کلام پر عمل کیا جو اپنی کتاب قرآن میں فرماتا ہے ''ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے) کیوں نہیں نکلتی تا کہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کے آوے تو ان کو (عذاب آخرت سے) ڈرائے تا کہ یہ لوگ ڈریں'' (توبہ: ۱۲۲)۔

**پس سید ممدوح بعد از انقضای مدتی با وجود مسافت بعیده طلب اجازه نمود در باب روایت کردن کتب احادیث ائمه اطهار و مصنفات علمای اخیار از راه آنکه این طلب او پیروی سابقین و سلف صالحین ماست پس اجازه دادم او را۔ توفیق دهد حق تعالی او را برای ترقی بسوی رفیع ترین معارج علماو منتهای مدارج فضلا که روایت کند از من کتب اربعه احادیث را که مدار علمای ما در جمیع اطراف عالم بر آنهاست و آن کتاب کافی و من لایحضره فقیه و تهذیب الاحکام و استبصار است از مصنفات سه محمد از علمای متقدمین یعنی ثقة الاسلام محمد بن یعقوب کلینی و شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویه قمی و شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی رحمة الله علیهم که این هر سه علمای عظیم الشان و تصانیف ایشان مثل آفتاب عالمتاب مشتهر اند و اجازه دادم او را که روایت کند از من سه کتاب جامع احادیث متفرقه را و آن وافی و وسایل الشیعه و بحار الانوار است از مولفات سه محمد از علمای متاخرین یعنی ملا محمد محسن کاشانی و مولانا محمد باقر مجلسی و شیخ حر محمد بن حسن عاملی که این هر سه بزرگان را تفوق بر دیگر محدثین بود بسبب تالیف کتب حدیث ایشان که روشن و ظاهر مثل انجم طوالع و بحار زواخر است۔**

سید موصوف نے کچھ مدت گزر جانے کے بعد، بُعد مسافت کے باوجود ائمہؑ کی حدیثوں اور علمائے اخیار کی تصنیفات کو روایت کرنے کے لئے اجازہ طلب کیا اور یہ طلب ہمارے سابقین اور سلف صالحین کی پیروی ہے۔ پس میں نے ان کو اجازت دے دی، اللہ تعالیٰ ان کو علماء کے سب سے بلند مرتبہ اور فضلاء کے اعلیٰ مقام پر فائز کرے، کہ مجھ سے روایت کریں حدیث کی کتب اربعہ کو، جو کہ تمام دنیا میں ہمارے علماء کا محور ہیں۔ ان کتابوں کے نام ہیں: ''کافی''، ''من لایحضرہ الفقیہ''، ''تہذیب الاحکام'' اور ''استبصار'' ہے، جو کہ علمائے متقدمین میں سے تین محمد یعنی ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی، شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ قمی اور شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہم کی تصنیفات ہیں۔ اور یہ تینوں حضرات عظیم الشان عالم تھے اور ان کی تصنیفات آفتاب عالمتاب کی طرح پھیلی ہوئی ہیں اور اجازت دے دی ان کو کہ مجھ سے روایت کریں تین کتابوں کی جن میں متفرق احادیث اکٹھا کی گئی ہیں اور وہ ہیں ''وافی''، ''وسایل الشیعہ'' اور ''بحار الانوار'' جو علمائے متاخرین میں سے تین محمد یعنی ملا محمد فیض کاشانیؒ، مولانا محمد باقر مجلسیؒ اور شیخ حر محمد بن حسن عاملیؒ کی تالیفات ہیں۔ اور یہ تینوں بزرگوں کو دیگر محدثین پر فوقیت حاصل تھی، ان کتب حدیث کی تالیف کی وجہ سے جو انجم طالع اور بحار ذاخر کی طرح روشن وظاہر ہیں۔

و همچنین سید موصوف را اجازه روایت دیگر کتب حدیث و تفسیر و فقه و کلام و استدلال و نحو و لغت و قرائت و اصول و رجال و غیرها دادم تا این اجازه وافیه کافیه در جمیع علوم باشد و نیز اجازه دادم او را که جمیع آنچه از تصانیف من از کتب و رسائل و تعلیقات و مسایل بقالب تالیف در آمده است از من روایت کند۔و بدرستیکه من روایت میکنم تمام کتب مولفه در علوم شرعیه را و آنچه از مبادی عقلیه و نقلیه متعلق بانست از اکثر علمای عظام که فیض صحبت ایشان یافتم و در عصر ایشان بوده ام و آن علما و اساتذه من از جمله روساء دین و ملت بودند و ذکر نمیکنم در این اجازه مگر سندهای را که معروف تر و مشهورتر است پس از جمله سندهای منست آنچه مرا از راه قرائت و سماعت و اجازه بان خبر داده است شیخ عالم علامه و استاد فاضل فهامه محقق نحریر و فقیه بی نظیر بقیه علماء مرجع فضلاء که تازه کننده طریقه فقها است که مندرس شده بود و ظاهر کننده علومی است که از آثار سابقین که محو شده بود بحر ذاخر و فقیه ماهر استاد من جناب آقا محمد باقر بن شیخ اجل و اکمل و اعظم و اجل مولانا اکمل و آنجناب بواسطه والد مرحوم خود روایت دارد از اساتذه عظام او که مدقق فاضل مرزا محمد

نیز سید موصوف کو دیگر کتب حدیث، تفسیر، فقہ، کلام، استدلال، نحو، لغت، قرائت، اصول رجال وغیرہم کی روایت کی اجازت دے دی تا کہ یہ اجازہ تمام علوم میں وافی و کافی رہے۔ نیز ان کو اجازت دے دی کہ میرے تمام تصنیفات میں سے کتب و رسائل و تعلیقات و مسائل کو مجھ سے روایت کریں اور بے شک میں علوم شرعیہ میں تحریر کی گئی کتابوں اور مبادی عقلیہ و نقلیہ جو ان سے متعلق ہیں کو اکثر علمائے عظام سے روایت کرتا ہوں، جن کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے اور ان کے زمانے میں رہا ہوں ۔وہ علماء و اساتذہ منجملہ رؤسائے دین وملت تھے۔اور اس اجازے میں سوائے معروف ومشہور سندوں کے دوسری سندوں کا تذکرہ نہیں کروں گا۔

میری سندوں میں سے ایک سند وہ ہے جو قرائت، سماعت اوراجازے کے ذریعے شیخ عالم، علامہ، استاد فاضل فہامہ، محقق نحریر، فقیہ بے نظیر، بقیہ علماء، پرانے ہو چکے طریقہ علماء کو تازہ کرنے والے، مرجع فضلاء، گزرے ہوئے علماء کی کتابوں میں سے مٹے ہوئے علوم کو ظاہر کرنے والے، بحر ذاخر، فقیہ ماہر، میرے استاد، جناب آقا محمد باقر بن شیخ اجل واکمل واعظم مولانا اکمل نے مجھے خبر دی ہے اور مولانا موصوف کو اپنے والد مرحوم کے ذریعے ان کے اساتذہ عظام یعنی فاضل مدقق مرزا محمد بن

بن حسین شیروانی و محقق کامل جمال الدین محمد بن آقا حسین خوانساری و فقیه تنبیه شیخ جعفر قاضی بودند عن الشیخ الاجل الاورع الازهد و العالم المحدث العلم الفرد العلامة التقی ابن علی المجلسی عن شیخه و شیخ الاسلام و المسلمین الشیخ العلامه الفقیه بهاء الملةوالدین عن ابیه الشیخ الفقیه الوجیه الشیخ حسین بن عبد الصمد الحارثی العاملی عن شیخه الجامع لجوامع علوم الدین و السالک لا حسن مسالک الشرع المبین عمدة المجتهدین المتبحرین الشیخ زین الملة و الحق و الدین الشهید الثانی قدس الله تربته و اعلی فی الجنان الخلا رتبته و ایضاً از راه قرائت و سماعت و اجازه مرا خبر داده است شیخ عالم محدث فقیه و استاد کامل تنبیه خلاصه فقها و محدثین و زبده علمای عاملین صاحب اخلاق رضیه و خصال رضیه استاد بزرگوار من ابو صالح محمد مهدی عاملی فتولی رحمة الله علیه که از استاد اعظم خود رئیس محدثین عصرش و قدوه فقهای زمانش مولانا ابی الحسن شریف عاملی روایت داشت عن شیخه شیخ المشایخ و ناشر علوم الشرع و الملة الربانی و النور الشعشعانی مروج اخبار الائمه الاطهار و غواص بحار فلک الانوار صاحب المفاخر و الماثر المولی محمد باقر رفع الله درجته عن شیخه و

حسین شیروانی اور محقق کامل جمال الدین محمد بن آقا حسین خوانساری اور آگاہ کرنے والے فقیہ شیخ جعفر قاضی سے اجازہ ملی ہے۔ بزرگ استاد ،صاحب ورع و زہد ،عالم،محدث،قوم کے سردار ،علامہ تقی بن علی مجلسی سے اور انھوں نے اپنے استاد ،اسلام و مسلمین کے بزرگ شیخ ،علامہ،فقیہ،دین وملت کی زینت ورونق سے اور انھوں نے اپنے والد شیخ فقیہ وجیہ،حسین بن محمد حارثی عاملی سے اور انھوں نے اپنے استاد،جامع علوم دین شرع مبین کے بہترین مسلک پر چلنے والے،عمدۃ المجتہدین والمتبحرین،ملت وحق ودین کی زینت،شیخ شہید ثانی سے۔خدا ان کے رتبے کو جنان خلد میں بلند رکھے۔

نیز قرائت،سماعت اور اجازت کے ذریعے مجھے خبر دی ہے شیخ عالم،محدث فقیہ وآگاہی دینے والے استاد کامل ،خلاصہ فقہاء ومحدثین وزبدہ علمائے عاملین،صاحب اخلاق رضیہ وخصال رضیہ،میرے استاد بزرگوار ابوصالح محمد مہدی عاملی فتولی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو اپنے استاد اعظم ،اپنے زمانے کے رئیس محدثین ، اپنے دور کے قدوہ فقہاء،مولانا ابوالحسن شریف عاملی سے اور ان کو اپنے آقا،شیخ المشائخ، ناشر علوم شرع وملت ربانی ونور شعشعاتی ،ائمہ اطہارؑ کے اخبار کی ترویج کرنے والے، بحار فلک الانوار کے غواص،صاحب المفاخر والمآثر ،مولیٰ محمد باقر رفع اللہ درجتہ سے اور

والده التقی المجلسی عن شیخه الشیخ البهائی عن ابیه عن الشهید الثانی رحمة الله ۔و ایضاً از راه وجوهی که معتبر تحمل در حدیث میباشد خبر داده است مرا شیخ من محدث عالم عامل و استاد من مقدس ورع کامل ،فایز بدرجه علم و عمل احاطه کننده رتبه کامل فی زلل و بلا خلل شیخ ثقه ثبت ربانی شیخ یوسف بن احمد بن ابراهیم بحرانی عن مشایخه العظام اعلاهم سند و رافعهم طریقاالعالم الفاضل الکامل ذوالغر الرفیع والفخر المنیع المولی محمدرفیع المجاوربالمشهدالرضوی حیا و میتا عن شیخه العلامه محمد باقر المجلسی عن والده عن الشیخ البهائی عن والده عن الشهید الثانی ۔و ایضاً باسانید مذکوره و غیر مذکوره که بشهید ثانی علیه الرحمة میرسدعن عدة من مشایخه العظام منهم شیخ فضلاء الانام علی بن عبد العالی الیسی عن شیخه الفقیه السعید ابن عم الشیخ الشهید شمس الدین محمد بن داؤد الشهیر بابن الموذن الجزینی عن شیخ المشایخ الماضیین الشیخ ضیاء الدین علی بن الامام الاوحد و العالم الفرد و الفقیه الارشد الشیخ السعید ابی عبد الله محمد بن مکی الشهیر باشهید رفع الله قدره عن ابیه المذکور عن عدة

ان کو اپنے استاد اور والد تقی مجلسی سے اور ان کو شیخ بہائی سے اور ان کو اپنے والد سے اور ان کو شہید ثانی رحمۃ اللہ سے اجازت حاصل تھی۔

نیز ان سندوں سے جو روایت حدیث میں معتبر ہیں خبر دیا ہے مجھے میرے آقا محدث عالم عامل، میرے استاد، مقدس ورع کامل، علم و عمل کے مرتبے پر فائز، میدان لغزش میں احتیاط کے درجہ کامل کا احاطہ کرنے والے، عالم و حجت ربانی، شیخ یوسف ابن احمد ابن ابراہیم بحرانی اور انھوں نے سنا اپنے عظیم القدر و بزرگ علماء و اساتذہ سے جن میں سے باعتبار سند رفیع اور باعتبار طریقت عالیشان ہیں عالم ،فاضل، کامل، بلند درجہ کے مالک ،لائق فخر، جناب محمد رفیع، زندگی اور موت کے بعد مشہد رضویؑ کے مجاور، اور انھوں نے اپنے استاد علامہ محمد باقر مجلسیؒ سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں شیخ بہائی سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے شہید ثانی سے نقل کیا ہے

نیز مذکورہ و غیر مذکورہ اسانید کے ذریعے جو شہید ثانیؒ تک پہنچتی ہے چند بزرگ علمائے کرام جیسے فضلائے انام کے بزرگ، علی بن عبد العالی سے اور انھوں نے نقل کیا ہے اپنے استاد فقیہ سعید شیخ شمس الدین محمد بن داؤد مشہور بہ ابن مؤذن جزینی کے چچازاد بھائی سے، اور انھوں نے نقل کیا ہے سابق علماء کے بزرگ شیخ ضیاء الدین علی بن امام اوحد، عالم ، منفرد، فقیہ ارشد، شیخ سعید ابو عبد اللہ محمد بن مکی مشہور بہ شہید

من مشایخه تلامذة العلامه اشهرهم و اوفقهم ولده فخر المحققین محمد بن الحسن بن یوسف الحلی عن والده العلامة علی الاطلاق و المشهور بذلک فی جمیع الافاق عن جمله من مشایخه منهم والده المذکور و شیخ الوحید الفرید شیخ مشایخ عصره و مقدم فقهاء دهره الشیخ ابو القاسم جعفر الشهید بالمحقق عن الشیخ نجیب الدین محمد بن نما عن الفاضل الفقیه الفحل محمد بن ادریس الحلی العجلی عن الشیخ عربی بن مسافر العبادی عن الشیخ الیاس بن هشام الحائری عن الشیخ ابی علی عن والده شیخ الطائفة المحقة رافع اعلام الحقه ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی عن شیخه الحبو بالتائید و التشدید محمد بن محمد بن النعمن الملقب بالمفید عن شیخه الامام راویة الاخبار و الفایض نوره فی الاقطار الشیخ الصدوق ابیجعفر محمد بن علی بابویه عن شیخه الامام علم الاعلام قدوة الانام ثقة الاسلام ابیجعفر محمد بن یعقوب الکلینی الرازی رضی اللہ عنهم۔ و این هر سه محمد ین متقدمین یعنی شیخ طوسی و شیخ صدوق و شیخ کلینی در کتب خود باسانید معتبره روایت کرده اند از حضرت ائمه معصومین صلوات اللہ علیهم از

سے۔ خدا ان کی قدر و منزلت کو بلند رکھے اور انھوں نے اپنے بزرگوں، علامہ کے شاگردوں سے جن میں زیادہ مشہور و موفق ان کے فرزند، فخر المحققین محمد بن حسن بن یوسف حلی ہیں اور انھوں نے اپنے والد سے جو مطلقاً علامہ اور دنیا میں اسی لقب سے مشہور تھے اور انھوں نے اپنے بزرگ اساتید علماء سے نقل کیا ہے جن میں سے انکے والد اور شیخ فرید و یگانہ روزگار اور اس دور کے بزرگ علماء اور فقیہوں کے بزرگ شیخ ابو القاسم جعفر ہیں جو محقق کے لقب سے مشہور ہیں اور انہوں شیخ نجیب الدین محمد بن نما سے اور انھوں نے شیخ عربی بن مسافر عبادی سے اور انھوں نے شیخ ابو علی سے اور انھوں نے اپنے والد فرقہ حقہ کے بزرگ عالم، پرچم حق کو بلند کرنے والے شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی سے اور انھوں نے اپنے شیخ و استاد سے جو تائید الٰہی سے موید تھے اور انھوں نے جناب محمد بن محمد بن نعمان سے جن کا لقب مفید ہے اور انھوں نے اپنے بزرگ امام روایت اخبار کے پیشوا، جن کا نور چاروں طرف پھیلا ہوا تھا یعنی شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ سے اور انھوں نے اپنے بزرگ شیخ امام، بزرگوں کے بزرگ، پیشوائے خلق، ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی سے خدا ان سے راضی رہے۔ اور یہ تینوں گزرے ہوئے محمد یعنی شیخ طوسی، شیخ صدوق اور شیخ کلینی نے اپنی کتابوں میں معتبر اسناد سے معصومین علیہم السلام سے روایت کی ہے اور انھوں نے

حضرت رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم وآنحضرت بواسطه جبرئیل امین از حق تعالی جلّ شانه و روایت کتب سائر علمای محدثین متقدمین و روایات مرویات و مجازات ایشان بوسایط متاخرین از ایشان بمن رسیده است و همچنین روایت جمیع کتب مخالفین و سایر کتب علوم رسمیه بوجه موسوم و بتحقیق که اجازه دادم سید موصوف را حق تعالی فضل او را زیاده کند که جمیع آن کتابها را از من روایت کند بهر نوع که خواهد و برای هر کسیکه اراده کند و شرط میکنم بر او که سبیل احتیاط را ترک نکند۔ پس بدرستیکه که خلاص و نجات اخروی در طریقه احتیاط است و نوشته است این اجازه را محتاج عفو پروردگار غنی محمد بن مرتضی الحسنی الحسینی معروف بمهدی الطباطبائی انتهی۔ و اینمقام آن عالیجناب طاب ثراه بمهر اقدس خود مختوم نموده اند۔ اما آنکه روایت شیخ صدوق ابن بابویه را از شیخ ثقة الاسلام کلینی ذکر فرموده اند خالی از مسامحه نیست زیرا که شیخ کلینی بلاواسطه استاد شیخ صدوق نبود بلکه شیخ صدوق بیک واسطه ازو روایت میکند ۔چنانچه در باب اول در جمله احوال شیخ صدوق گذشت۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور انھوں نے جبرئیل کے ذریعے خداوند متعال سے نقل کیا ہے۔اور دیگر گزرے ہوئے علمائے محدثین کی کتابیں، مرویات اور مجازات کی روایت، متاخرین کے ذریعے مجھ تک پہونچی ہیں اور اسی طرح مخالفین کی تمام کتابیں اور دیگر رسمی علوم کی کتابوں کی روایت تحقیق کے ذریعے مجھے حاصل ہے۔

اور میں نے سید موصوف کو، خدا ان کے فضل و شرف کو زیادہ کرے، اجازت دے دی کہ ان تمام کتابوں کی مجھ سے روایت کریں، جس طرح چاہیں اور جس کے لئے چاہیں۔لیکن میں ان کے لئے شرط لگاتا ہوں کہ احتیاط کے راستے کو ترک نہ کریں، اس لئے کہ احتیاط کا راستہ، آخرت میں نجات و رہائی کا سبب ہے۔اور اس اجازے کو لکھا ہے اپنے پروردگار کے عفو و کرم کا محتاج بندہ، محمد بن مرتضیٰ حسنی حسینی معروف بہ مہدی طباطبائی۔انتہیٰ۔اور اس جگہ عالیجنابؒ نے اپنی مقدس مہر سے مختوم کیا ہے۔

البتہ شیخ صدوق ابن بابویہ کی شیخ ثقۃ الاسلام کلینی سے روایت کرنے کی بات جس کا تذکرہ ہوا ہے، غلطی سے خالی نہیں ہے، کیونکہ شیخ کلینیؒ بلاواسطہ شیخ صدوق کے استاد نہیں تھے، بلکہ شیخ صدوقؒ ایک واسطہ کے ذریعے ان سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ شیخ صدوق کے حالات زندگی میں تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

(جاری)